ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 18 دسمبر 1953

ڈُنی چند حکیم ودیگراں

بنام

ڈپٹی کمشنر (ڈپٹی کسٹوڈین ایویکی پراپرٹی) کرنال، سٹیٹ آف پنجاب ودیگراں

[پتنجلی شاستری چیف جسٹس، ایس آر داس، ویوین بوس، غلام حسن اور جگند ھاداس جسٹس صاحبان]

انتظامیہ جائیداد مہاجر ایکٹ (ایکٹ XXXI، سال 1905)، دفعات 2، 12، 56(2)- جائیداد مہاجر- تخصیص- کی منسوخی- ڈپٹی کسٹوڈین کا دائرہ اختیار- منسوخی کا نوٹس، آیا ضروری۔ تخصیص منسوخ کرنے کے احکامات- جوازیت۔

حکم ہوا کہ، جائیداد مہاجر کے ڈپٹی کسٹڈین کو مشرقی پنجاب ایواکیو (انتظامیہ جائیداد پراپرٹی) ایکٹ، XIV، سال 1947 کے ساتھ ساتھ انتظامیہ جائیداد جائیداد مہاجر (ایکٹ XXXI، سال 1950)، دفعہ 2 (1) 12 (a) اور 56(2)، دونوں کے تحت زمین کی تخصیص منسوخ کرنے کا دائرہ اختیار ہے، جو مؤخر الذکر ایکٹ سابق ایکٹ کی جگہ لے رہا ہے۔

کہ دفعہ 56 کے تحت بنائے گئے قواعد کے تحت تخصیص کی منسوخی کے لیے کوئی نوٹس فراہم نہیں کیا گیا تھا۔

کہ موجودہ معاملے میں درخواست گزار تعین شدہ کو نوٹس دیا گیا تھا اور انہیں تخصیص منسوخ ہونے سے پہلے اپنا مقدمہ پیش کرنے کا پورا موقع ملا تھا۔

بنیادی دائرہ اختیار: آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست نمبر 324، سال 1953۔

درخواست کنندگان کی طرف سے این ایس بندرا، (گروچرن سنگھ بکشی، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لیے پورس اے مہتا۔

جواب دہندگان نمبر 2 سے 14 کے لیے امرناتھ اروڑا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

18 دسمبر 1953۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس غلام حسن نے سنایا۔

آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت بیس افراد کی طرف سے یہ عرضی ریاست مشرقی پنجاب میں ڈپٹی کمشنر (ڈپٹی کسٹوڈین ایواکیو پراپرٹی) کرنال کی طرف سے منظور کردہ یکم جولائی 1952 اور 14 اکتوبر 1953 کے احکامات کو کالعدم قرار دینے کے لیے عدالتی پروانہ، حکمِ امتناعی اور ممانعت یا دیگر مناسب حکم یا ہدایات جاری کرنے کی درخواست کرتی ہے، جسے اس کے بعد پہلا مدعا علیہ کہا جاتا ہے، جس کے تحت درخواست کنندگان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ جائیداد کے اپنے بنیادی حق سے محروم ہیں اور وہ آئین کے آرٹیکل 19(1)(f) کے معنی میں اسے برقرار رکھنے سے قاصر ہیں۔

درخواست کنندگان پاکستان سے بے گھر افراد ہیں جو تقسیم 1947 کے بعد بھارت ہجرت کر گئے تھے۔ ان کے پاس تحصیل چونیاں، ضلع لاہور میں کچھ زرعی اراضی تھی، جو ان کے مطابق زیادہ تر پہلی جماعت کی نہر سے آبپاشی کی جانے والی زمین تھی، جس سے فی ایکڑ اوسطاً 16 سے 20 مونڈ گندم کی پیداوار ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب حکومت کو ان علاقوں، جنہیں اب مشرقی پنجاب اور پیپسو کہا جاتا ہے، سے نکالے گئے مسلمانوں کی زرعی زمینوں کو آباد کرنے کے سنگین مسئلے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے مطابق انہوں نے 15 ستمبر 1947 کو موجودہ خریف اور ربیع، سال 1947-48 کے لیے انخلا کرنے والوں کے لیے اراضی مختص کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ واضح طور پر علاقے میں قحط اور زرعی پیداوار میں کمی کو روکنے کے ساتھ ساتھ زرعی پناہ گزینوں کو روزی روٹی کے ذرائع فراہم کرنے کے لیے بھی لیا گیا تھا۔ اس پالیسی کے مطابق درخواست کنندگان کو مشرقی پنجاب کی ریاست میں ضلع کرنال کی تحصیل تھانیسر کے گاؤں ڈھاکلا میں زمین پر آباد کیا گیا۔ ان کے دعووں کی تصدیق مشرقی پنجاب پناہ گزینوں (رجسٹریشن آف لینڈ کلیمز) ایکٹ بارہویں، سال 1948 کی توضیعات کے تحت کی گئی۔ انہیں 8 جولائی 1949 کے نوٹیفکیشن نمبر S/4891 اور S/4892 میں موجود شرائط کے بیان کے تحت ان کی طرف سے پاکستان میں چھوڑی گئی زمینوں کے بدلے نیم مستقل بنیاد پر زمین کے مخصوص علاقے تخصیص کیے گئے تھے۔ اس کے بعد پاکستان میں چھوڑی گئی درخواست گزار کی زمینوں کو مبینہ طور پر کم کر دیا گیا جس کے نتیجے میں انہیں تخصیص کی گئی زمینیں 25 اپریل 1951 کو ایشار سنگھ اور دیگر کو دوبارہ تخصیص کر دی گئیں جو موجودہ درخواست کی مخالفت کرنے کے لیے مدعا علیہان کے طور پر پیش

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہوئے۔ جولائی 1951 میں، درخواست کنندگان نے اراضی سے ان کی بے دخلی پر روک لگانے کے لیے آرٹیکل 226 کے تحت مشرقی پنجاب عدالت عالیہ کا رخ کیا لیکن چونکہ اس وقت تک کوئی تخصیص منسوخ نہیں کی گئی تھی اس لیے انہوں نے 1952 میں کچھ وقت کے لیے عرضی واپس لے لی۔ تاہم، اصل تخصیص یکم جولائی 1952 کو منسوخ کر دی گئی تھی۔ اس حکم کو جائیداد مہاجر ایڈمنسٹریشن ایکٹ 1950 کی دفعہ 27 کے تحت نظر ثانی کے ذریعے چیلنج کیا گیا تھا۔ ڈپٹی کسٹڈین جنرل نے 2 دسمبر 1953 کو نظر ثانی کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ ڈپٹی کسٹڈین کا حکم غیر قانونی یا اس بنیاد پر دائرہ اختیار سے باہر نہیں تھا کہ انہیں تخصیص کی منسوخی کا کوئی نوٹس جاری نہیں کیا گیا تھا۔ فیصلے کے دوران یہ مشاہدہ کیا گیا کہ درخواست کنندگان نے 9 مئی 1952 کو اسسٹنٹ کسٹوڈین کے سامنے تسلیم کیا تھا کہ پاکستان میں ان کی طرف سے ترک کی گئی زمینیں دوسرے درجے کی زمینیں ہیں لیکن انہوں نے دعوی کیا تھا کہ اس کے باوجود انہیں پہلے درجے کی زمینیں تخصیص کی جانی چاہئیں۔

یکم جولائی 1952 کا حکم پہلا حکم ہے جسے ہمارے سامنے دائرہ اختیار کے بغیر اور درخواست کنندگان کے بنیادی حق کی خلاف ورزی کے طور پر چیلنج کیا گیا ہے۔

درخواست میں الزام لگایا گیا ہے کہ تخصیص کی منسوخی کے باوجود، درخواست کنندگان ان کو تخصیص کی گئی زمینوں پر حقیقی قبضے میں رہے لیکن 14 اکتوبر 1953 کو پہلے مدعا علیہ کی طرف سے ایک حکم منظور کیا گیا، جس کا اثر درج ذیل ہے:-

> "حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے افراد کے معاملے میں جو زمین کے کچھ حصے پر قبضہ کرنے میں کامیاب رہے، 4 حکم کو نافذ سمجھا جانا چاہیے۔ گاؤں دھوکلا کے میسرز ایشار سنگھ، راکھا سنگھ اور دیگر کے معاملے میں، 6 مئی 1953 سے پہلے زمین کے کچھ حصے پر ان کا قبضہ تھا۔ اس طرح انہیں دنیا چند اور دوسرے دوسرے اور تیسرے درجے کے تخصیص ہونے کے باوجود غلط طریقے سے پہلی جماعت کے گاؤں میں زمین تخصیص کر کے بقیہ علاقے کا قبضہ دیا جانا چاہیے۔"

کہا جاتا ہے کہ مذکورہ حکم قانون کے اختیار کے بغیر منظور کیا گیا تھا اور درخواست کنندگان کو ان کو تخصیص کی گئی جائیداد پر قبضہ کرنے کے حق سے محروم کرتا ہے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اعتراض شدہ احکامات کی صداقت سے نمٹنے سے پہلے پنجاب اور پیپسو میں بے گھر افراد کے لیے زمین کی بازآبادکاری مینوئل کے نام سے جانا جانے والا مجموعہ کا حوالہ دینا ضروری ہو گا جس پر درخواست کنندگان کی جانب سے جناب بندرا نے اپنے دلائل کے دوران بہت زیادہ انحصار کیا تھا۔ یہ کتاب جناب ترلوک سنگھ، آئی سی ایس، جو مشرقی پنجاب میں ریلیف اینڈ ری ہیبلیٹیشن کے ڈائریکٹر جنرل تھے، نے تیار کی تھی اور اس میں تقسیم کے فوراً بعد مہاجرین پر زمین کے تصفیے کے حوالے سے اس حکومت کے پالیسی فیصلے شامل ہیں۔ اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل میں ایک عارضی تصفیہ تھا لیکن اس کے فوراً بعد ایک وسیع تنظیم قائم کی گئی تا کہ نیم مستقل بنیاد پر زمینوں کی تخصیص کی جا سکے۔ بے گھر افراد نے مغربی پنجاب میں ترک کی گئی زرعی زمین کے حوالے سے اپنے دعوے پیش کیے اور ان کی تصدیق ریونیو ریکارڈ کی مدد سے کی گئی جس کا تبادلہ مغربی پنجاب حکومت کے ساتھ کیا گیا۔ اس کتاب میں واضح طور پر اختیار کی مہر لگی ہوئی ہے، جیسا کہ پیش لفظ جناب پی این تھاپر، آئی سی ایس، مالیاتی کمشنر، محکمہ ریلیف اینڈ ری ہیبلیٹیشن، اور حکومت پنجاب کے سکریٹری، ریلیف اینڈ ری ہیبلیٹیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھا ہے۔ دستی سے پتہ چلتا ہے کہ آخر میں، سال 1947 میں، بے گھر افراد کو عارضی بنیادوں پر اراضی تخصیص کی گئی تھی لیکن مستقل بنیادوں پر آبادکاری کا اصرار تھا۔ 7 فروری 1948 کے ایک اعلامیے میں، نیم مستقل تخصیص کا ایک نیا نظام وضع کیا گیا تھا، جس کا بنیادی مقصد بے گھر افراد کو انہیں تخصیص کی گئی زمینوں کے پرسکون اور بلا رکاوٹ لطف اندوز ہونے کی اجازت دینا تھا۔ انہیں ملکیتی حقوق یا مستقل قبضے کے حقوق حاصل نہیں کرنے تھے اور یہ حقیقت کہ تصفیہ نیم مستقل تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مقصد ناقابل تنسیخ ہونا نہیں تھا۔ دستی کے پیراگراف 19 میں کہا گیا ہے کہ "جب تک بھارت اور پاکستان کے درمیان انخلا کی جائیداد سے متعلق مسائل حل نہیں ہوتے، انخلا کرنے والوں کی طرف سے ترک کی گئی جائیداد کے ہر ملک میں ملکیت ان کے پاس رہتی ہے۔ اس کی وجہ سے مشرقی پنجاب اور پیپسو میں آبادکاری کی اسکیم کے لیے کلیدی بیان محاورہ کے طور پر نیم مستقل کا استعمال کیا گیا۔ وقتاً فوقتاً مرکزی یا ریاستی حکومتوں کے ذریعے منظور کیے گئے مختلف انخلا جائیداد آرڈیننس جن کی جگہ بالآخر مرکزی ایکٹ نمبر اکیسویں، سال 1950، اس بات کی مزید تصدیق کرتا ہے کہ قانون سازیہ کی بنیادی پالیسی اس وقت کے لیے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

انخلا کی جائیداد کے انتظام کے لیے فراہم کرنا اور اس وقت تک اس کا انتظام کرنا تھا جب تک کہ حکومت بھارت اس کی حتمی منزل کے بارے میں حتمی فیصلہ نہ کر لے۔ دستی کے پیراگراف 21 میں شرائط کا بیان شامل ہے جسے جناب بندرا نے درخواست گزار کے حقوق کا چارٹر قرار دیا ہے۔ اس پیراگراف میں کہا گیا ہے کہ جن افراد کو نیم مستقل آبادکاری کی اسکیم میں زمین دی گئی ہے ان کے حقوق کی وضاحت مشرقی پنجاب میں 8 جولائی 1949 کو دو شرائط کے بیانات میں کی گئی ہے، جو نوٹیفکیشن نمبر S/4891 اور 2/4892 کے ساتھ جاری کیے گئے ہیں۔ یہ بیان دستی کے صفحہ 193 پر پایا جاتا ہے۔ بیان کے پیراگراف 3 میں کہا گیا ہے کہ تخصیص بے گھر افراد کے حق میں ہوگی اور اس مدت کے لیے جس کے لیے زمین ایکٹ کی توضیعات کے تابع محافظ کے پاس رہی۔ پیراگراف 8 کہتا ہے: "تخصیص ی جو اس طرح مخصوص کرایہ ادا کرے گا اور اپنی طرف سے یہاں موجود متعدد معاہدوں، شرائط وضوابط کا مشاہدہ کرے گا اور ان پر عمل کرے گا، محافظ یا بحالی اتھارٹی کی طرف سے کسی رکاوٹ کے بغیر مذکورہ مدت کے دوران تخصیص شدہ زمین پر پرامن طریقے سے قبضہ کرے گا اور اس سے لطف اندوز ہوگا۔" ان توضیعات کی بنیاد پر جناب بندرا کی طرف سے یہ دلیل دی گئی ہے کہ جب تک زمین محافظ کے پاس ہے، درخواست کنندگان کو ان زمینوں سے محروم نہیں کیا جاسکتا جو انہیں نیم مستقل بنیاد پر دی گئی ہیں اور درخواست کنندگان کو نوٹس دیے بغیر تخصیص منسوخ نہیں کی جاسکتی۔

اب ہم اس دلیل کو نمٹانے کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔ اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ تخصیص کے وقت جو ایکٹ نافذ تھا وہ ایسٹ پنجاب ایواکیو (انتظامیہ جائیداد پراپرٹی) ایکٹ، XIV، سال 1947 تھا۔ اس میں "تخصیص" کی تعریف کسٹوڈین یا بحالی اتھارٹی یا اس سلسلے میں کسٹوڈین کی طرف سے باضابطہ طور پر مجاز کسی دوسرے شخص کی طرف سے دی گئی گرانٹ کے طور پر کی گئی ہے، جس میں پٹہ کے علاوہ کسی بھی شخص کو انخلا شدہ جائیداد کے استعمال اور قبضے کا عارضی حق دیا گیا ہے۔ دفعہ 9 جائیداد کے انتظام کے حوالے سے محافظ کو اختیارات عطا کرتی ہے اور دفعہ 9(A)، ذیلی دفعہ (2)، محافظ کو کسی بھی تخصیص کو منسوخ کرنے یا کسی پٹہ کی شرائط کو ختم کرنے یا ترمیم کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ دفعہ 22، ذیلی دفعہ (2)(ff) صوبائی حکومت کو ان حالات کے لیے قواعد بنانے کا اختیار دیتی ہے جن کے تحت پٹہ اور تخصیص کو ختم کیا جاسکتا ہے یا اس کی شرائط میں تبدیلی کی جاسکتی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے۔اس ایکٹ کی جگہ مقررہ وقت پر سنٹرل ایکٹ XXXI، سال 1950 (جائیداد مہاجر ایڈمنسٹریشن ایکٹ، 1950) نے لے لی۔اس ایکٹ میں تخصیص کی تعریف کافی حد تک وہی ہے [دفعہ 2(a)]۔دفعہ 12(1) اور دفعہ 56(2)(h) اصل میں مشرقی پنجاب ایکٹ، سال 1947 کی دفعہ 9(A) اور دفعہ 22(ff) کے ہم منصب ہیں۔اس بات کا سنجیدگی سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا کہ ڈپٹی کسٹوڈین کے پاس ریاستی اور مرکزی دونوں قوانین کے تحت تخصیص منسوخ کرنے کا دائرہ اختیار تھا۔صوبائی حکومت کی طرف سے بنائے گئے قواعد کے تحت دیے گئے اختیارات کے مطابق ہی محافظ نے 8 جولائی 1949 کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ قاعدہ 14(2) جو کہ دفعہ 56 کے تحت بنائے گئے اصولوں میں سے ایک ہے، ان حالات کی وضاحت کرتا ہے جن کے تحت پٹہ اور تخصیص کو منسوخ یا مختلف کیا جا سکتا ہے۔ذیلی قاعدہ (3) میں کہا گیا ہے کہ محافظ کسی ایسے شخص کو بے دخل کر سکتا ہے جس نے غلط بیانی یا دھوکہ دہی کے ذریعے تخصیص حاصل کی ہو یا اگر وہ ایک سے زیادہ انخلا شدہ جائیداد کے قبضے میں پایا جاتا ہے یا اپنی ضروریات سے زیادہ رہائش پر قابض ہے۔ذیلی قاعدہ (4) محتسب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ پٹہ کی شرائط کی منسوخی یا تغیر کا کوئی حکم منظور کرنے سے پہلے، متعلقہ شخص یا افراد کو نوٹس کے ساتھ پیش کرے تاکہ مجوزہ حکم کے خلاف وجہ ظاہر کی جا سکے اور اسے سماعت کا معقول موقع فراہم کیا جا سکے۔ قواعد کے تحت تخصیص کی منسوخی کے لیے کوئی نوٹس فراہم نہیں کیا جاتا ہے۔اس تفریق کا واضح جواب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پٹہ ایک مقررہ مدت کے لیے دی جاتی ہے اور مقررہ مدت کی میعاد ختم ہونے سے پہلے کرایہ دار کو اس کا پٹہ ختم کرنے سے پہلے نوٹس دینا مناسب ہے، جبکہ نیم مستقل تصفیے کے تحت زمین کا تخصیص ی ایک مختلف بنیاد پر کھڑا ہوتا ہے۔جو بھی ہو، موجودہ معاملے میں یہ سوال علمی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ درخواست کنندگان کو تخصیص منسوخ ہونے سے پہلے اپنا مقدمہ پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا تھا۔

ڈپٹی کسٹوڈین جنرل کا 2 دسمبر 1953 کا حکم، جس میں درخواست گزار کی نظر ثانی کو مسترد کیا گیا تھا، اس کی حمایت کرتا ہے۔اس حکم سے پتہ چلتا ہے کہ اسسٹنٹ کسٹوڈین نے درخواست کنندگان کو ایک نوٹس جاری کیا تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ پہلی جماعت کی زمین کی تخصیص، جب کہ وہ سب دوسری جماعت کے دعویدار تھے، کو کیوں منسوخ نہیں کیا جانا چاہیے۔درخواست کنندگان 9 مئی 1952 کو ان کے سامنے پیش ہوئے۔ان کے بیانات ریکارڈ کیے گئے اور انہوں نے اعتراف کیا کہ ان کی زمین درجہ دوم تھی، جس کے بعد اسسٹنٹ کسٹوڈین نے ڈپٹی کسٹوڈین کو ایک رپورٹ دی جس میں تخصیص منسوخ کرنے کی سفارش کی گئی۔اس رپورٹ پر عمل کرتے ہوئے ڈپٹی کسٹوڈین

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

نے یکم جولائی 1952 کو گاؤں ڈھکالا میں درخواست گزار کا تخصیص منسوخ کر دیا۔ یہ بات ڈپٹی کسٹڈین جنرل کے سامنے بھی اٹھائی گئی تھی لیکن انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ سنٹرل ایکٹ کی دفعہ 12 میں درخواست کنندگان کو منسوخی کا نوٹس جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور کسی بھی صورت میں زیر بحث حکم دائرہ اختیار سے باہر نہیں تھا، کیونکہ قاعدہ 14 کی توضیعات کی خاطر خواہ تعمیل کی گئی تھی۔ تاہم، یہ دعوی کیا گیا کہ منسوخی کا حکم ڈپٹی کسٹوڈین نے دیا تھا اور یہ حکم خراب تھا کیونکہ اس نے حکم منظور کرنے سے پہلے درخواست کنندگان کو کوئی نوٹس نہیں دیا تھا۔ اسسٹنٹ کسٹوڈین جو ڈپٹی کسٹوڈین کے حکم کے تحت کام کر رہا تھا، پہلے ہی درخواست کنندگان کو سن چکا تھا اور ان کے بیانات ریکارڈ کر چکا تھا، اور درخواست کنندگان کو دوبارہ سننے کا کوئی فائدہ نہیں تھا جب کہ ان کی سماعت پہلے ہی ہو چکی تھی۔ ڈپٹی کسٹوڈین نے اس سلسلے میں حلف نامہ دائر کیا ہے کہ درخواست کنندگان کو 9 مئی 1952 کو ایک نوٹس دیا گیا تھا کہ وہ وضاحت کریں کہ ان کی تخصیص کیوں منسوخ نہیں کی جانی چاہیے، کہ وہ 9 مئی 1952 کو پیش ہوئے کہ ان کے بیانات ریکارڈ کیے گئے تھے اور یکم جولائی 1952 کو ان کی تخصیص منسوخ کر دی گئی تھی۔

لہذا ہم یہ مانتے ہیں کہ اس دلیل میں کوئی میرٹ نہیں ہے کہ ڈپٹی کسٹوڈین کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا کیونکہ یہ درخواست کنندگان کی عدم موجودگی میں اور ان کی سماعت کے بغیر منظور کیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ اگر منسوخی کے حکم کے عمل کے دوران بھی منظور کیا گیا تھا، تو منسوخی کے حکم کو اس بنیاد پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔

اگلی دلیل ہے کہ منسوخی کا حکم 14 مئی 1953 کے **وزارت بحالی** کے حکم کی مخالفت کرتا ہے، جس کے تحت حکام کو تخصیص منسوخ کرنے سے منع کیا گیا تھا اگر ان سے متعلق احکامات 22 جولائی 1952 تک نافذ نہیں کیے گئے تھے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دلیل بھی اہلیت سے مبرا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرکزی قواعد کے قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدے (6) میں ترمیم کا سوال مرکزی حکومت اور مشرقی پنجاب حکومت کے درمیان خط و کتابت کا موضوع تھا۔ 14 مئی 1953 کے خط میں مرکزی حکومت کی طرف سے 22 جولائی 1952 کو جاری کردہ ایک نوٹیفکیشن کا حوالہ دیا گیا ہے، جس کے مطابق ایک مخصوص تاریخ کے بعد تخصیص منسوخ کرنے کے احکامات کو صرف اس صورت میں نافذ کیا جانا تھا جب وہ ناجائز اور ضرورت سے زیادہ تخصیص کے زمرے میں آتے ہیں۔ یہ کہا گیا ہے کہ اس نوٹیفکیشن کا مقصد نیم مستقل تخصیص کو مستحکم کرنا تھا، لیکن ریاستی حکومت کی نمائندگی پر مقررہ تاریخ سے پہلے منظور کیے گئے احکامات کے نفاذ کو محدود کرنے کے التزام میں نرمی کی گئی اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ریاستی حکومت کو 22 جولائی 1952 تک اپنے احکامات کو نافذ کرنے کے اختیارات دیے گئے۔ مرکزی حکومت نے مزید غور و فکر کے بعد فیصلہ کیا کہ 22 جولائی 1952 سے پہلے منظور کیے گئے، لیکن 6 مئی 1953 تک نافذ نہ کیے گئے تمام احکامات کو درج ذیل صورتوں کے علاوہ معطل رکھا جائے گا:--

(a)غیر منضبط تخصیص،

(b)ضرورت سے زیادہ تخصیص،

(c)......................................

مزید یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کے بعد کسی دوسرے حکم پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں کیا جائے گا جب تک کہ مرکزی حکومت اس کے برعکس کوئی فیصلہ جاری نہ کر دے۔ خط میں مزید کہا گیا ہے کہ قواعد میں ضروری ترامیم کرنے کے لیے وزارت قانون سے مشورہ کیا جارہا ہے۔ اس فیصلے کے مطابق مشرقی پنجاب حکومت نے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات جاری کیں۔ لفظ "نفاذ" کے معنی کے بارے میں کچھ تنازعہ تھا لیکن مرکزی حکومت کو مزید حوالہ دینے سے پہلے، پنجاب حکومت نے فیصلہ کیا کہ اراضی کے تعین شدہ میں جمود برقرار رکھی جائے اور اگر 22 جولائی 1952 سے پہلے منظور کیے گئے منسوخی کے حکم کے نتیجے میں، تخصیص کا قبضہ 6 مئی تک نئے تخصیص ی کو نہیں دیا گیا تھا، تو یہ اصل تخصیص ی کے پاس رہے گا۔ اس خط و کتابت سے محض یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرکزی حکومت نے وزارت قانون کے مشورے تک قاعدہ 14 کے ذیلی قاعدے (6) میں ترمیم کے موضوع پر ایک مخصوص پالیسی وضع کی تھی، لیکن بظاہر اس پالیسی کو نافذ نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی اس فیصلے کے مطابق کوئی قاعدہ وضع کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ واضح ہے کہ مرکزی حکومت نے صرف قاعدے میں ترمیم کے لیے عبوری ہدایات جاری کیں لیکن ان ہدایات کو نافذ کرنے کے لیے کوئی قاعدہ نہیں بنایا گیا جس کے نتیجے میں کوئی قانونی طاقت حاصل نہیں ہوئی۔ پالیسی کے بیان میں موجود احکامات کے نفاذ پر محض روک لگانے سے منسوخی کا اثر ختم نہیں ہوا۔ قاعدہ 14 میں ذیلی قاعدہ (6) کو بعد میں شامل کیا گیا لیکن اس طرح نہیں کہ اس کے نتیجے میں منسوخی کے پرانے احکامات ایسے رہے جیسے کہ کم خدمات یا ضرورت سے زیادہ تخصیص کے علاوہ دیگر بنیادوں پر مبنی احکامات۔ ایک بار ڈپٹی کسٹوڈین کی طرف سے منسوخی کا حکم منظور ہونے کے بعد، درخواست کنندگان نے قبضہ کرنے کا اپنا حق کھو دیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اور یہاں تک کہ اگر 14 مئی 1953 کے خط کو مرکزی حکومت کی طرف سے دفعہ 54 کے تحت ہدایت کے طور پر سمجھا جاتا ہے، تو اس کا اثر اس چیز کو بحال کرنے پر نہیں پڑ سکتا جو کھو گیا تھا۔

اس لیے ہمارا ماننا ہے کہ درخواست کنندگان نے کسی بھی بنیادی حق کی خلاف ورزی کا مقدمہ نہیں بنایا ہے۔ مدعاعلیہ نمبر 1 کے ذریعے منظور کیے گئے دونوں احکامات بالکل درست اور دائرہ اختیار میں ہیں۔ ہم اس کے مطابق پہلے مدعاعلیہ کے اخراجات کے ساتھ درخواست کو مسترد کرتے ہیں۔

درخواست مسترد کر دی گئی۔

درخواست گزاروں کے لیے ایجنٹ: ہر بنس سنگھ۔

مدعاعلیہ نمبر 1 کے لیے ایجنٹ: جی ایچ راجادھیکشا۔

جواب دہندگان نمبر 2 سے 14 کے لیے ایجنٹ: آر کے کوبا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document